بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین......

اداریہ

قربانی کے بعض جدید مسائل ومعاملات

اس بار جو عیدالاضحیٰ آئی تو عید سے قبل حسب معمول ملک بھر میں مویشی منڈیاں قائم ہونے ، آباد ہونے اور سجنے لگیں......ہم نے متعدد منڈیوں کا جائزہ لیا، راولپنڈی ، لاہور ، ملتان، حیدرآباد، ٹنڈوالہ یار، میرپورخاص، سجاول، ٹھٹھ اور کراچی کی منڈیوں میں خود جانے کا اتفاق ہوا جبکہ بعض دیگر شہروں میں احباب کی مدد سے سروے کرایا......اور جو نتائج اخذ کئے وہ پیش خدمت ہیں۔

بتدریج قربانی کے جانوروں کی پرورش ، افزائش اور مارکیٹنگ ایک مافیا کے ہاتھ میں جارہی ہے جو خالصتا کاروباری ہے ۔ دھوکہ باز ہے ، ناجائز منافع خور ہے ، جعلساز ہے اور غشاش ۔اس کے پیش نظر یہ ہرگز نہیں کہ جو مال وہ تیار کررہا ہے یا مارکیٹ میں لارہا ہے وہ ایک عبادت کی ادائیگی کی خاطر ہے اوراس کی مواصفات قرآن وسنت نے بیان کی ہیں ، ان مواصفات پر اگر وہ پورا نہ اترے یا اس میں وہ عیوب پائے جائیں جو شریعت مطہرہ نے بیان کردئے ہیں تو خریدنے والے کی قربانی نہیں ہوگی ......اسے اس سے ہرگز سروکار نہیں کہ خریدار کی عبادت میں کیا خرابی واقع ہوگی ، اور وہ اجر سے محروم رہ جائے گا اسے بس ایک ہی بات یاد ہے کہ اس کا مال اچھا ہو یا برا، بے عیب ہو یا معیوب ، بکنا چاہئے اور بیچنے کے تمام جائز وناجائز حربے استعمال کرکے اسے بیچنا ہے اور مال کمانا ہے......چنانچہ ہم نے دیکھا کہ منڈیوں میں کھیرے جانور بھی ہیں اور بیچے جارہے ہیں ، حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ قربانی کے موقع پر خریدار قربانی ہی کے لئے مال خریدنے آتا ہے تو تاجر کو وہی مال منڈی میں لانا چاہئے جو قربانی کے قابل ہو،کھیرے جانور لانے کی کیا تک ہے؟ پھر اس پر مستزاد یہ کہ بیچنے والا خاموش رہتا ہے خرابی یا نقص بتاتا ہی نہیں ، اگر خریدار ہوشیار رہو اور پوچھ بیٹھے یا جانور کے دانت دکھانے کے لئے کہے تو دلیری سے جھوٹ بولتے ہوئے اپنے دانت دکھاتے ہوئے کہتے

ہیں کہ پکا کھیرا ہے عمر کا پورا ہے، گھر کا پلا ہوا ہے، قربانی ہو جاتی ہے اس کی......

دوسرا منظر ہم نے یہ دیکھا کہ بعض ظالم تاجروں نے جانوروں کے منہ میں ڈرل کر کے جعلی دانت فکس کئے ہوئے ہیں اور دو دانت کا کہ کر بیچ رہے ہیں......

بکروں کو بھوسہ نما چوکر کھلا کر اوپر سے نمکین پانی اس کثرت سے پلایا جاتا ہے کہ اس کا پیٹ پھول جائے اور وہ فربہ نظر آئے......کراچی کی منڈی میں ایک پہاڑی کے پاس علی الصبح الباکر ہم نے ایک خان صاحب کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور ہم نے ان کے دنبے دیکھے پھر ہم انتظار کرنے لگے کہ یہ مرد صالح نماز سے فارغ ہو جائے تو ہم اس سے سودا کریں، وہ نماز سے فارغ ہو کر اپنے دو صاحبزادوں سے فرمانے لگے بکروں کو جلدی تیار کرو......پھر ہم نے تیاری کا منظر دیکھا کہ انہیں لوہے کی ایک نال سے ڈرم سے بھر بھر کر زبردستی نمکین پانی پلایا گیا......

نر اور مادہ کے حوالہ سے یہ بات بیان کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ایک صاحب مینڈھا خرید کر لائے مگر گھر آئے تو وہ بھیڑ (مادہ) نکلی......کہ اس کے تھنوں کو ٹیپ لگا کر اس کی کھال سے چپکا دیا گیا تھا......جب ٹیپ اتری تو تھن نظر آنے لگے، خریدار بھی ایسے بھولے بھالے ہیں کہ عیار تاجر انہیں بآسانی بے قوف بنا لیتے ہیں، ہم نے خریدار سے کہا کہ بھیا نر مادہ کی کچھ اور علامات بھی ہوتی ہیں، آپ نے اور کچھ بھی نہ دیکھا؟ معصومیت سے کہنے لگے کہ بس ہم نے اس کی لمبی سفید داڑھی پر بھروسہ کر لیا......

دوسری طرف قربانی کے عمل سے بے رغبتی بھی دیکھنے میں آئی، شہری زندگی میں بطور خاص، جہاں لوگ آسانیاں آسانیاں اور صرف آسانیاں تلاش کرتے ہیں، اور ہر کام پیسے سے کروانا چاہتے ہیں خود نہیں کرنا چاہتے، مثلاً میت کا غسل کفن، ایدھی والوں کے حوالہ کہ خود نہ کرنا پڑے، میت کے ایصال ثواب کے لئے پڑھے پڑھائے قرآن کی تلاش اور پیسے کے عوض حفاظ وقراء سے خریداری، کسی نے سو قرآن خرید لئے تو کسی نے دوسو اور ایصال ثواب کرتے وقت میتی قسم کے کاروباری قاریوں سے اس کا بآواز بلند تذکرہ کروانا اور بار بار کروانا، وغیرہ......

شادی بیاہ کے موقع پر نکاح کا عمل شادی سے ایک آدھ روز قبل خفیہ طریقے سے گھر پر ہی کر لینا کہ شادی ہال کی تقریبات میں یہ مولویانہ سا عمل معیوب لگتا ہے، جبکہ وہاں ذرا سج دھج سے جانا اور بیٹھنا ہوتا ہے......بسا اوقات مجھے ایسا لگتا ہے کہ الٹرا ماڈرن خواتین اب یہ فخر سے بیان کیا کریں

گی کہ وہ ہم نے نکاح وکاح کسی سے نہیں پڑھوایا، بلکہ خود ہی ایجاب وقبول کرلیا ہے...... اور کہیں سے یہ بھی سننے کو مل سکتا ہے کہ نکاح پڑھانے فلاں فلم کی اداکارہ تشریف لا رہی ہیں...... جیسے قربانی کے جانور فروخت کرانے کے لئے اس بار فلمی دنیا کی اداکاراؤں، رقاصاؤں اور گلوکاراؤں کی خدمات حاصل کی گئیں......اور اسے سوشل میڈیا نے دکھایا......

قربانی کے عمل کو محض ایک رسمی کاروائی، اور باعث فخر ومباحات بنانے کا عمل بھی جاری ہے، لاکھوں کا بیل پہلے سنتے تھے اس بار لاکھوں کا بکرا دیکھا......نمائشی قربانیوں کی طرف قوم کو کون لے کر جارہا ہے؟ یقیناً یہ کام بزنس مارکیٹنگ کے لوگوں کا ہے، وہ اس نیک کام اور عبادت کو مکمل ریاکاری کی طرف لے جارہے ہیں......

قربانی کے عمل سے بے رغبتی کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ اجتماعی قربانی کرنے والے کسی ادارے سے رابطہ کرلو، خود ہی گائے لائیں گے بھی، سنبھالیں گے بھی، ذبح بھی کریں گے اور گوشت تیار مل جائے گا...... بلکہ بعض تو گھر پر پہنچائیں گے بھی......جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دینی اداروں میں اب قربانی کے جانوروں کی لمبی قطاریں عید سے ہفتہ دو ہفتے قبل لگنا شروع ہوجاتی ہیں...... مہتمم حضرات اس عمل میں خالص ثواب کی نیت سے شامل ہوتے ہیں کہ اس سے ادارہ کو کھالیں بھی ملیں گی اور اجتماعی قربانی کے شرکاء آئندہ کے لئے مدرسہ یا ادارہ کے معاون بن جائیں گے...... مقابلہ ہے زوردار اور ہر کوئی اس کارخیر میں آگے ہے یہ سوچے بغیر کہ اس سے قربانی کے عمل کی کون کون سی سنتیں ختم ہوتی جارہی ہیں اور اس کے معاشرہ میں منفی اثرات کیا مرتب ہورہے ہیں......

کہاں وہ شخص جو سنت کے مطابق بھاؤ تاؤ کرکے جانور لاتا، اسے پالتا، اس کی خدمت کرتا، اور اسے " علی الصراط مطایا "بنانے کی کوشش کرتا، خود ذبح کرنے کی کوشش کرتا ورنہ ذبح کے وقت پاس کھڑا رہتا اور تڑپتے جانور کو دیکھ کر حقیقی قربانی کا تصور کرپاتا، اور کجا وہ شخص جو صرف ڈی فریز رصاف کرکے بیٹھا قربانی کا گوشت آنے کا منتظر ہے............اور بس......

کراچی کی ایک خبر رساں ایجنسی کے مطابق اس سال عیدالاضحیٰ کے موقع پر 26.5 بلین کی خریداری ہوئی، جس سے 8.1 ملین جانور خریدے گئے۔ جن میں تین ملین گائیں، چار ملین بکرے، ایک ملین دنبے، اور ایک ملین اونٹ خریدے گئے......جس کا مطلب یہ ہوا کہ، پچاس لاکھ افراد نے انفرادی قربانی کو ترجیح دی جبکہ تیس لاکھ گائیں خریدنے والے دو کروڑ دس لاکھ افراد نے قربانی کا صرف فریضہ

ادا کیا۔اور سنن و واجبات ومستحبات قربانی پر عمل ان دو کروڑ دس لاکھ میں سے کتنوں کے نصیب میں ہوا ہوگا؟

ہم نے اس قربانی کے موقع پر بعض بڑے مدارس کی دارالاقامہ برائے مویشیاں اور قربان گاہوں کا بھی معاینہ کیا، اکثر مقامات پر لاغر جانور، جن کی ہڈیاں پسلیاں نمایاں تھیں بندھے پائے گئے۔ظاہر ہے جب کام ٹھیکہ داری نظام کے تحت ہوگا تو......سمنوا ضحایا کم ......والی سنت کہاں سے قابل عمل ہوگی۔اور پھر علماء کی زیر نگرانی جب یہ کام ہو رہا ہوگا تو پھر کسی کو اعتراض کی جراءت ومجال کہاں؟

آنے والے برسوں میں وہ جانور شہری منڈیوں میں کم نظر آئیں گے جو گھر کے پلے ہوئے آیا کرتے تھے یا دیہاتوں سے لائے جاتے تھے اب فارم ہاؤس کے پلے ہوئے جانور بازاروں میں آتے ہیں اور ان کی پبلسیٹی جس انداز سے ہوتی ہے،امیر خریداران کے علاوہ کسی کو جانور ہی خیال نہیں کرتا۔اگر چہ اس کے نزدیک اس کے اپنے گھر کے نوکر بے چارے جانوروں سے بھی بدتر شمار ہوتے ہیں۔

کہ کتے کے علاج پر تو لاکھوں روپے کا خرچ گوارا مگر چوکیدار یا ڈرائیور بیمار پڑ جائے تو اسے بیس روپے کا انجیکشن لگوانا بھی ناگوار......

اس افراط وتفریط سے اللہ ہمیں نجات وپناہ دے......قوم کے دانشوروں سے کیا یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ قربانی کی حقیقی روح کی بحالی کے لئے اپنا کردار ادا کریں گے؟ قوم کے حقیقی دانشور ہماری فہم کے مطابق علماء ہیں اور صرف علماءِ کرام بشرطیکہ وہ خود کسی افراط وتفریط کا شکار نہ ہوں......

....

مجلّہ فقہ اسلامی کی سترھویں (۱۷) جلد تیار ہے۔

خواہشمند حضرات رابطہ فرمائیں......

قیمت ۶۰۰ روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

☆الا بذکر اللہ تطمئن القلوب وتحط الذنوب وبہ یرضی علام الغیوب وبہ تفرج الکروب.☆